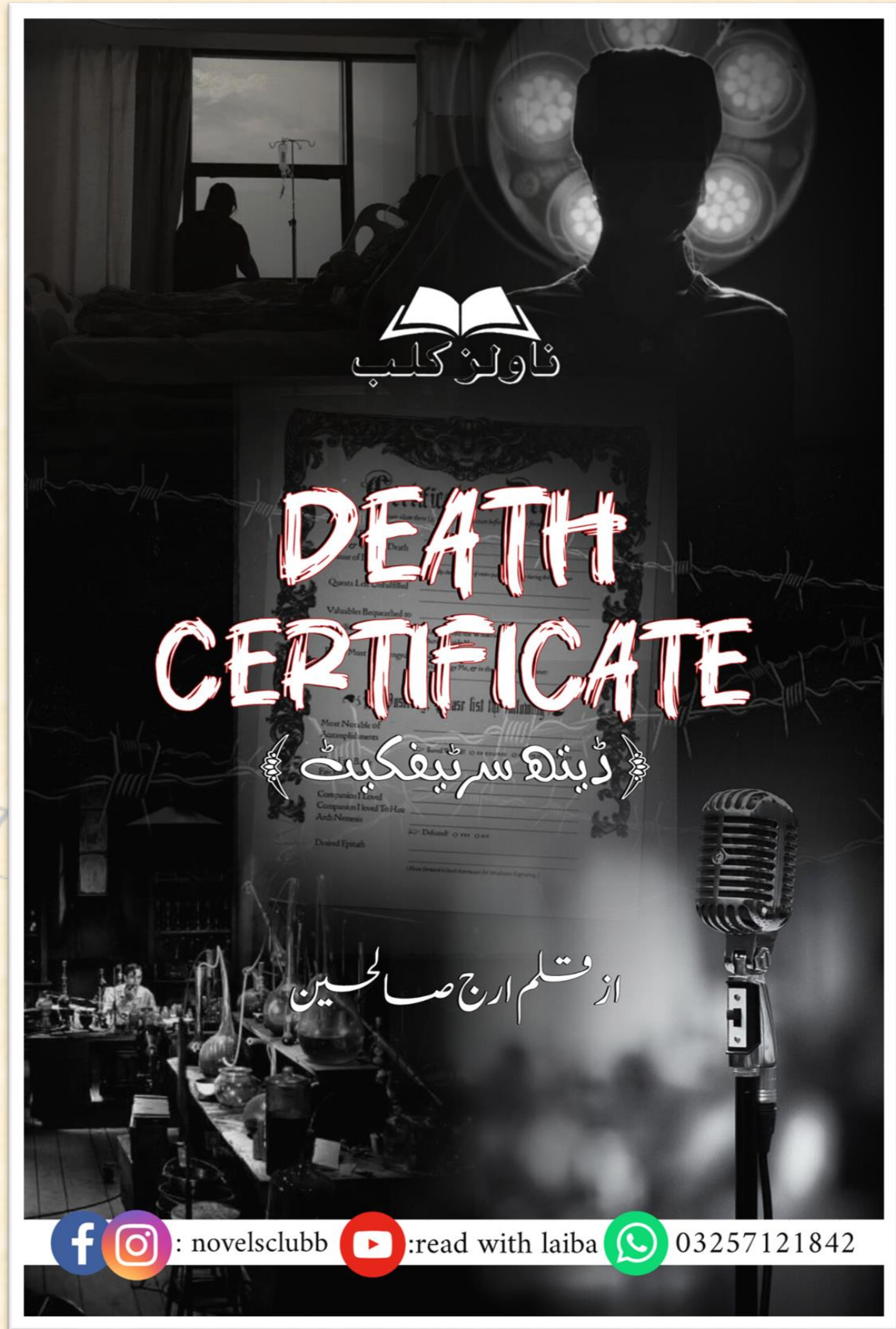
ناولز کلب
DEATH CERTIFICATE
ڈیتھ سرٹیفکیٹ
از قلم ارج صالحین
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

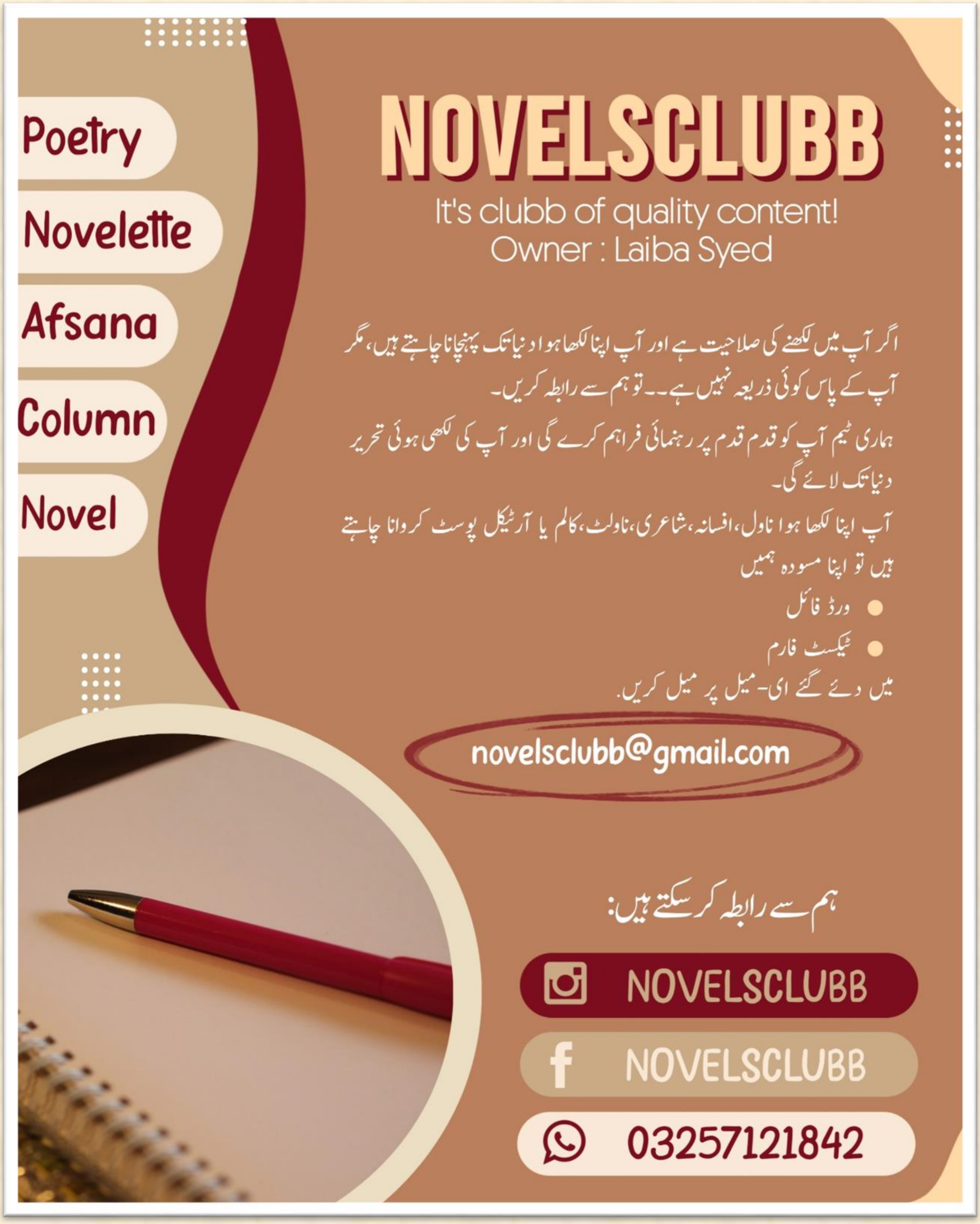
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

ڈیتھ سرٹیفیکیٹ

از قلم

ارج صالحین

Clubb of Quality Content!

پیش لفظ

کہانی لکھنے سے قبل میرے دماغ میں جو پیغام تھا وہ بس اتنا تھا کہ ہم اپنے اعمال سے اکثر بے خبر رہتے ہیں جبکہ ہمارے اطراف میں جو مریض ہیں بالخصوص ایسے مریض جن کو ڈاکٹرز جواب دے چکے ہیں ہم اُن کے ساتھ عجیب برتاؤ شروع کر دیتے ہیں،نااُمیدی مزید بڑھا دیتے ہیں بار بار ذکر کرتے ہیں کہ یہ مرنے والا ہے اور خود بھی جذباتی ہو جائیں ہیں جبکہ دنیا میں کئی ایسے لوگ ہیں جو بغیر کسی مرض کے اچانک موت کا شکار ہو گئے مگر وہ لوگ اُن کے بعد بھی کئی سال حیات رہے جن کو ڈاکٹرز اُن کی زندگی کی میعاد تک دے چکے تھے۔اسی سوچ کے زیرِ اثر میں نے یہ کہانی لکھی جسے آپ ابھی پڑھنے جا رہے ہیں۔اور پھر جب میں کرداروں کو سوچنے لگی تو پھر سائنسی ریسرچز اور موٹیویشن خود ہی کہانی کا حصّہ بنتی گئیں۔اس موضوع پر یہ میری پہلی کہانی ہے اس لیے میں اس بات کی ضمانت نہیں دے

رہی کہ اسے پڑھ کر آپ اچھا محسوس کریں گے، **ممکن** ہے آپ کا موڈ مزید خراب ہو جائے۔ پر اس بات کی ضمانت ہے کہ اس سے کچھ حاصل ضرور ہو گا۔

ارج صالحین

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

انتساب

"ہر اُس شخص کے نام جو زندگی جینے کی اُمید کھو بیٹھا ہے"

ناول:

ڈیتھ سرٹیفکیٹ

کچھ لفظوں کی باز گشت تا عمر کانوں کو سنائی دیتی رہتی ہے خاص کر جن لہجوں میں انتہائی حلاوت ہو یا جن میں انتہائی کڑواہٹ ہو۔اسی طرح اس ہسپتال کے معروف ڈاکٹر کے مریضوں کو بھی ڈاکٹر صاحب کے جملے تا عمر یاد رہیں گے۔

کڑوے کسیلے جملے! ہم بھی سنتے ہیں وہ کیا تھے۔

"میں مرض دیکھ کر عمر بتا سکتا ہوں

میں ڈاکٹر مسعود جمالی ہوں۔

جتنا پرانہ آپ کا مرض نہیں اُس سے زیادہ تو میرا تجربہ ہے

۔! آپ کا جسم ایکسپائر ہو چکا ہے اب مزید آپ کو برداشت نہیں کر سکتا

ان کے علاج پر پیسے ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے والدین اب بوڑھے

ہو چکے ہیں لائف اسپان ویسے ہی 60 سال ہے یہ اور کتنا جیئیں گے! ویسے ہی اس سے زیادہ

۔بہاریں دیکھ چکے ہیں

۔دیکھیں پلیز مجھے میرا پروفیشن مت سکھائیں میں نے اب تک ایک بھی کیس غلط نہیں کیا

۔لگی لپٹی رکھنا مجھے ہر گز نہیں پسند انسان کو حقیقت شناس اور حقیقت پسند ہونا چاہیئے

۔"! میں ایک پریکٹیکل انسان ہوں اپنے پیشے سے حد سے زیادہ مخلص

یہ ڈاکٹر مسعود جمالی ہیں جن کی گردن کا سریا کافی نمایاں ہے انہیں خود پر حد سے زیادہ

اعتماد ہے دوسرے لفظوں میں یہ مغرور ہیں۔ مگر کیا واقعی یہ بس مغرور ہی ہیں؟ بلکہ نہیں

یہ بے حس بھی ہیں۔ کچھ عروج انسان کو اس کی محنت سے حاصل ہوتے ہیں مگر کسی کسی کے

لیے عروج پانا اتنا ہی آسان ہے جیسے ایک چھوٹے سے بچے کا غبارے والے سے غبارہ لے

لینا۔ مگر جو چیز آسانی سے مل جائے وہ اپنی قدر کھو دیتی ہے۔ بہر حال یہ جملے جن مغرور

ہستی کے ہیں وہ ڈاکٹر مسعود جمالی ہیں جو پینتیس کے پیٹے میں ہیں۔ ایک عدد بیوی اور دو عدد بچوں کے باپ ہیں۔ میں ایک پریکٹیکل انسان ہوں یہ ان کا تکیہ کلام ہے۔ لگی لپٹی رکھنا اُنھیں ہرگز نہیں پسند انسان کو حقیقت شناس اور حقیقت پسند ہونا چاہئے یہ بھی ان کا ہی قول ہے، متناسب نقوش کے مالک گندمی رنگت کے ایک مشرقی انسان ہیں۔ہاں یہ تو ہم دیکھ ہی رہے ہیں مگر پھر انہیں غرور کس بات کا ہے؟اس وقت ان کے کلینک کے باہر ویٹنگ روم میں مریضوں کا ایک تانتا بندھا ہے۔ شاید یہی وجہ تھی اکڑ کی،شاید انہیں یہ نہ پتا ہو کہ اکڑی ہوئی چیز ہی زیادہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی ہے یا شاید اس دور میں قدر ہی ایسے لوگوں کی کی جانے لگی ہے جو عزت اُتارنے میں لمحہ نہیں لگاتے مگر تصویر کا دوسرا رخ یہ بھی تھا کہ انہیں عزت صرف منہ پر ملتی تھی اور پیٹھ پیچھے؟ صرف اور صرف گالیاں!۔

✦✧✦✧✦✧✦

"السلام علیکم"۔

ایک نسوانی آواز پر اُس نے اپنا جھکا سر اٹھایا تھا نظریں دروازے سے اندر داخل ہوتی خوبصورت غزالی آنکھوں والی دوشیزہ پر ٹھہری جو اس وقت ہلکے گلابی رنگ کی سادہ سے ڈھیلے ڈھالے کرتے کے ساتھ سفید کڑھائی کا پاجامہ پہنے ہوئے تھی چہرہ کرتے کے ہم رنگ حجاب میں مقید تھا۔ وہ بہت خوبصورت لڑکی تھی اور سب سے زیادہ خوبصورت تھی اُن غزالی آنکھوں کی چمک! کوئی حسن ایسا ہوتا ہے کہ خود پر ہزار اختیار کے پہرے بٹھانے کے بعد بھی دل بلا اختیار اُس کی طرف ہمکنے لگتا ہے۔ ڈاکٹر مسعود جمالی نے اپنے آپ کو ڈپٹ کر پیشہ ورانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اُس حسن کے شاہکار کو نشست سنبھالنے کا کہا تھا۔

وہ لڑکی بلا کی خوداعتمادی کے ساتھ وہاں بیٹھ چکی تھی اور یہ خوداعتمادی ڈاکٹر مسعود جمالی کو ذرا پسند نہیں آئی تھی۔ مگر کیوں؟

"یہ لیجیئے رپورٹس۔ سارے ٹیسٹ کروالیے ہیں"۔ اُس نے ہاتھوں میں موجود فائل میز پر رکھی اور دو انگلیوں سے ڈاکٹر کی سمت کھسکا دی۔ ماحول میں اب ڈاکٹر مسعود جمالی کے

کھنکھارنے کی آواز گونجی تھی۔ڈاکٹر صاحب فائل کو اسٹڈی کرتے وقفے وقفے سے اُس لڑکی پر تنقیدی نگاہ بھی ڈال رہے تھے۔مگر مجال ہو جو اُس لڑکی کے اعتماد میں ذرا بھی کمی آئی ہو۔

"مس زنیرہ بتول۔اُنہوں نے اپنی سانس فضا کے

۔سپرد کرتے تمہید باندھی تھی زنیرہ بتول کی گہری بولتی آنکھیں یہیں جمی تھیں

"میں آپ کو کسی بھی جھوٹی اُمید میں نہیں رکھوں گا

میں ایک پریکٹیکل انسان ہوں اور یہ میرا فرض ہے کہ میں اپنے پیشنٹ کو ایک مفید مشورہ دوں"۔اُنہوں نے قدرے توقف کیا تھا۔ناجانے وہ کیوں اٹک رہے تھے۔فائل میز پر رکھی اور اُس کی جانب متوجہ ہوئے۔انگوٹھے اور اُس کے ساتھ کی دو انگلیوں کے درمیان پین جھول رہا تھا۔

"آپ کا کینسر آخری اسٹیج پر ہے آپ کے پاس گنتی کے چند دن ہیں۔(زنیرہ کی آنکھیں حجم سے دوگنی ہوئی تھی) آپ جائیں۔۔۔جن جن کا آپ نے دل دکھایا ہے اُن سے معافیاں

مانگیں(وہ آنکھیں اب مسکرائی تھیں) مجھے پتہ ہے اِس خبر نے آپ کی دنیا ہلا کر رکھ دی ہو گی مگر یہی حقیقت ہے۔ اپنے علاج پر پیسے ضائع کرنے کے بجائے اُسے کسی کو ڈونیٹ کر دیں کسی کا بھلا ہو جائے گا آپ اپنی ساری جائیداد بیچ کر بھی زندگی نہیں پا سکیں گی یہ میں ڈاکٹر مسعود جمالی دعویٰ کر رہا ہوں۔ آپ کے کیس میں میڈیکل کی ہسٹری فیل ہو چکی ہے۔

There is no medicine , there is no cure"

وہ سکون سے مسکراتی ہوئی مقابل کے ایک ایک تاثرات جانچتی الفاظ ذہن نشین کر رہی تھی ڈاکٹر مسعود جمالی کو کچھ لمحوں کے لیے اُس پر کسی ذہنی مریض کا گمان ہوا تھا جو اپنی موت کی خبر سن کر بھی اس قدر آرام سے بیٹھی مسکرا رہی تھی،وہ سمجھ نہ سکے۔

"آپ جیسی لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا کہیں آپ ان رپورٹس کو فیک تو تصور نہیں کر رہی ہیں؟"۔ وہ اُس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر ترس کھاتے لہجے میں بولے۔ ایسی خوبصورتی جو اُس کی تھی ہی نہیں کاش کہ انسان سمجھ سکے!۔

"آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں انہیں فیک تصور کر رہی ہوں؟"۔ وہ دونوں کہنیاں میز پر رکھ کر قدرے آگے ہوئی اُس کی دل نشین آواز سے ماحول میں جلترنگ بج اٹھے تھے۔ جہاں ڈاکٹر مسعود جمالی یہ سمجھ رہے تھے کہ توقع کے عین مطابق ابھی وہ روئی گی منتیں کرے گی التجائیں کرے گی اپنی زندگی کی بھیک مانگے گی کہے گی کہ ڈاکٹر پلیز کچھ بھی کر کے مجھے بچا لیں میں مرنا نہیں چاہتی مگر چند پلوں بعد اس کے کہے جانے والے الفاظ نے اس کمرے میں بیٹھے غرور کے مجسمے کی حقیقت پسندی کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے گرا دی تھی اور وہ دھواں دھواں چہرہ لیے دروازے سے باہر نکلتی زنیرہ بتول کو دیکھتے رہ گئے۔

✦✧✦✧✦✧✦

آپ کی زندگی ایک معجزہ ہے، کیاسنا آپ نے معجزہ؟یقیناً حیران ہوئے ہوں گے مگر"

ہاں زندگی ایک معجزہ ہی ہے۔پتا ہے آپ کی آنکھیں یہاں بنتی ہے یہاں"۔اُس نے اپنی

۔پیشانی پر شہادت کی انگلی رکھ کر دوبار بجائی تھی

اور پھر وہ برابر برابر دو حصوں میں تقسیم ہو کر یہاں چلی جاتی ہیں"۔اپنے دونوں ہاتھوں کی"

۔شہادت کی انگلیاں آنکھوں پر رکھی اور ہٹالی

آپ کے ساکٹس میں،بالکل برابر بالکل نفاست سے بالکل مکمل بالکل بے نقص"۔سب"

۔لوگ اُس حسین لڑکی کی خوداعتمادی کو محو ہو کر دیکھ رہے تھے

کیا یقین نہیں آیا؟ہاہاہامیں سمجھ سکتی ہوں جب مجھے پہلی بار یہ بات پتا چلی تو میرا بھی کچھ"

ایسا ہی ری ایکشن تھا"وہ مسکراتی ہوئی آسٹرم پر جا کھڑی ہوئی۔یہاں اُس کے سامنے

ہزاروں لوگ بیٹھے تھے۔وہ زنیرہ بتول تھی ایک موٹیویشنل اسپیکر۔اُس کی اسپیچز سننے سے

زیادہ لوگ اُسے دیکھنے کے لیے آتے تھے وہ ملکوتی حسن کی حامل تھی۔یہ تو صرف وہی جانتی

!تھی کہ اس حسن کو اندر سے گرہن لگ چکا ہے ناسور کا گرہن

کیا کبھی ایک آنکھ والا بچہ دیکھا ہے ؟"اُس نے اس عجیب سوال سے لوگوں کی توجہ اپنی جانب سمیٹی تھی۔ جو گردنیں یہاں وہاں مڑی ہوئی تھیں اب وہ بھی بالکل سیدھی ہو کر اچنبھے سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ کیمروں کے فلیشز اُس کے پورے وجود کو چکا چوند کر رہے تھے مگر اُس لاپرواہ کو پرواہ ہی کہاں تھی۔

یقیناً بہت سارے لوگوں نے نہیں دیکھا ہو گا۔ آپ کو پتہ ہے 17 مارچ 2023 کو ایک" یمنی خاتون نے ایک آنکھ والے بچے کو جنم دیا۔ سعودی حکام کی رپورٹ کے مطابق بہت زیادہ تعداد میں کی جانے والی بمباری اور نیوکلیئرری ایکشن کی وجہ سے وہاں کی زمین ہی اتنی آلودہ ہو گئی ہے کہ اب وہاں پر معذور بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ تو چلیں یمن کی بات تھی۔ کیا میری اس بات سے آپ یہ سوچنے لگے ہیں کہ بارود کی وجہ سے ایسا ہوا؟ تو میں آپ کو بتاؤں کہ ایسے بچے ایک خوشگوار اور زرخیز زمین پر بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بیماری ہے۔ جو آپ کو آپ کی جینز کی خرابی سے ملتی ہے کہ جب یہاں بننے والی آپ کی ایک آنکھ (وہ ایک

بار پھر اپنی شہادت کی انگلی اپنی پیشانی پر رکھ چکی تھی) کسی طرح سے مزید ڈیوائڈ ہونے سے رک جائے جب آپ کا جسم مزید بلنے سے ہی انکار کر دے تو پھر سائیکلوپیا ہو جاتا ہے۔"

ماحول میں اتنی خاموشی تھی کہ وہاں بیٹھے لوگ ایک دوسرے کے پہلو بدلنے کی آواز بھی باخوبی سن سکتے تھے۔ لوگ اس پری وش زنیرہ بتول کو محویت سے سن رہے تھے جو اُنھیں کہیں اور ہی لے جا چکی تھی۔

"اب آپ لوگ یہ سوچنے لگے ہوں گے کہ میں کیا یہ مشکل مشکل باتیں کر رہی ہوں آج۔

cyclopia

سے ہمارا کیا لینا دینا جبکہ یہ ہوتا بھی اتنی اکثریت میں نہیں۔ میں کیوں آنکھوں کا ذکر لے کر بیٹھ گئی ہوں؟"اُس نے ایک گہرا سانس فضا میں چھوڑا آسٹرم کی پشت سے نکل کر اسٹیج کے درمیان میں آ کھڑی ہوئی لوگوں کی نظروں نے بھی آسٹرم سے یہاں تک کا سفر کیا تھا۔

"دو برابر برابر کا آنکھ ایک والی بننے پر پیشانی کی آپ ۔ہے معجزہ ایک زندگی کی آپ کیونکہ حصوں میں دو الگ الگ آنکھوں میں تقسیم ہو کر دو ہی ہم رنگ لینز کے ساتھ بالکل نفاست سے آپ کے دونوں ساکٹس میں جا کر ایک ہی انداز سے فٹ ہو جانا معجزہ ہے۔ آپ کی دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ آپ کی سکن کے باہر بننے والے دل اور دوسرے اعضاء کا واپس اس کی جگہ پر چلے جانا معجزہ ہے۔ آپ کے اس دنیا میں آنے کے بعد آپ کے پھیپھڑوں کا یہاں کی اجنبی اور نئی فضا میں سانس لینا معجزہ ہے۔ سوچیں! سوچیں ذرا کہ اگر۔۔۔ اگر آپ کی ایک آنکھ دو میں بننے سے انکار کر دیتی، وہ رک جاتی، کیا کر لیتے آپ؟ کیا ہوتا اگر آپ کے اعضاء ہی مکمل نہیں ہو پاتے کیا ہوتا بلکہ آپ کیا کر سکتے تھے؟ تو پھر یہ بات بالکل درست ہے کہ آپ کی یہ زندگی آپ کا یہاں سانس لینا آپ کا جینا معجزہ ہے۔ اور آپ لوگ ایک زندگی کے بس ایک ذرا سے امتحان میں ناکام ہونے کے بعد بھول جاتے ہیں کہ جس نے آپ کی ایک آنکھ کو دو میں کیا ہے وہ کیا کچھ نہیں کر سکتا (بعض چہروں پر شرمندگی کا اثر آیا تھا) ہاہاہا میں پھر آنکھوں پر آ گئی۔"

اس نے اثر زائل کرنا چاہا تھا لوگ بس مسکرا ہی سکے وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ اب کیا کہنے والی ہے۔

"آپ کا رنگ کالا ہے آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ کا رشتہ نہیں ہو سکا آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ کی شادی نہیں ہو رہی، شادی ہو گئی تو بچے نہیں ہو رہے آپ کی صحت اچھی نہیں آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ کے ایگزامز میں اچھے مارکس نہیں آپاتے اور آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ کو نوکری نہیں ملتی آپ جاب لیس ہوتے ہیں آپ بالکل ہی مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ کی تنخواہ اچھی نہیں تو آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ اپنی خواہشوں کو پورا ہوتے نہیں دیکھ پا رہے تو آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

آپ پیدل جاتے ہیں آپ مایوس ہو جاتے ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

۔آپ بائک پر جاتے ہیں آپ مایوس ہو جاتے ہیں

۔آپ کے پاس کار ہے تو آپ پھر مایوس ہو جاتے ہیں

معجزے بہت خاص ہوتے ہیں۔ کیا معجزوں کی اس طرح ناقدری کی جاتی ہے؟ نہیں نا تو پھر خواہشوں کے اونچے اونچے محلات بنانا چھوڑ دیں کیونکہ یہی آپ کو مایوس کرتی ہیں اور جتنے تعمیر شدہ محلات ہیں اُن سب کو گرا دیں۔ کیونکہ ایک بار پھر میں یہ کہنے والی ہوں کہ جو آپ کی ایک آنکھ کو دو کر سکتا ہے وہ آپ کی بے رنگ زندگی میں بھی رنگ بھر سکتا ہے۔ سب کچھ اُس پر چھوڑ دیں کیونکہ معجزوں کی اس طرح ناقدری نہیں کی جاتی کیونکہ معجزے بہت خاص ہوتے ہیں، اگلے سیشن میں ملتے ہیں فی امان اللہ"۔

اور وہ اپنے پیچھے کھڑے خود کے لیے تالیاں بجاتے لوگوں کو کھڑا چھوڑ کر مسکراتے ہوئے ہال سے باہر نکل گئی تھی۔ دوسروں کی مایوسیوں کو ختم کرنے والی خود مایوس زنیرہ

بتول!

✦✧✦✧✦✧✦

"ارے واہ آج تو آپ چھا گئی ہیں میم"۔ ابھی بس وہ اپنی گاڑی چلانے ہی لگی تھی کہ اُس کو اپنی سمت آتا دیکھ کر روک دی تھی۔ ایک شرارتی آواز سن کر اُس نے جھٹ سے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر ایک مسکراہٹ آنے والے کی سمت اچھالتے ہوئے اُس نٹ کھٹ لڑکی کو بیٹھنے کی جگہ دی تھی۔

"ہاہاہا۔ بس اب ایسا بھی نہیں"۔ اُس نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو گاڑی کا دروازہ بند کر رہی تھی اُس کے کھلے ریشمی بال کمر پر پھیلے تھے۔ زنیرہ نے اُسے ایک نظر دیکھ کر گردن سیدھی کر لی اور سیدھی نگاہ سامنے لگے آئینے پر پڑی جہاں اُس کا حجاب میں لپٹا چہرہ نظر آرہا تھا۔ اور اُس چہرے پر وہ حسین غزالی آنکھیں جن کے نیچے موجود حلقوں کو اُس نے کچھ وقت قبل ہی کنسیلر سے چھپایا تھا۔

ویسے کتنی تیز ہو تم نہیں؟خاموشی سے میرا اسپیشن سنتی رہی اور سامنے تک نہیں آئی"۔اب
۔کی بار لہجے میں خفگی سمٹ آئی تھی

۔"ہاہاہابس۔میں آپ کا فوکس نہیں خراب کرنا چاہتی تھی میم"

اچھا اب یہ میم کی گردان تو بند کرو۔عجیب ہی کچھ محسوس ہو رہا ہے تمہارے منہ سے میم"
۔سن سن کر"۔اُس نے اُس کے جواب پر کوئی ردِ عمل نہیں دیا تھا

اچھا یہ بتائیں۔آپ کی رپورٹس کیسی تھیں؟آپ نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر سے اپوائنٹمنٹ"
ہے"۔اسٹیئرنگ پر گرفت مضبوط کرتا اُس کا ہاتھ اچانک ہی ڈھیلا پڑا تھا۔اُس نے اگلے ہی
۔پل خود پر قابو پایا بائیں ہاتھ سے گیئر بدلا اور گاڑی آہستگی سے ون وے تک لے آئی

آپ نے بتایا نہیں"۔مقابل نے دھیمے لہجے میں اپنا سوال دہرایا وہ یقیناً اُس سوال کی جان"
نہیں چھوڑنے والی تھی۔افف!وہ دل میں جھنجھلائی ارد گرد کے گزرتے مناظر میں درخت
ہوا کے باعث جھول رہے تھے۔فٹ پاتھ پر اِکاڈُکا افراد ہی تھے۔یہ ون وے روڈ بس ذرا سا
۔آگے سے ہی بل کھاتا اونچائی کی طرف بڑھ رہا تھا

۔"زنیرہ"

۔ہمم"۔اُس نے باقاعدہ چونک کر اُس کی طرف دیکھا تھا"

کچھ پوچھا ہے تم نے؟"۔اُس کا ردِ عمل ایسا تھا جیسے کسی سوتے ہوئے شخص کو اٹھا کر اُس"
۔سے اُس کے پردادا کا نام پوچھ لیا ہو۔کم از کم مقابل کو تو ایسا ہی لگا

۔جی"اُس نے کافی زور دے کر کہا"

میں پوچھ رہی ہوں کہ آپ کل ڈاکٹر کے پاس گئی تھیں کیا کہا اُس نے؟"۔وہ پورا کا پورا"
اس جانب گھوم چکی تھی۔لفظ بھی کافی جتا جتا کر ادا کیے تھے۔زنیرہ کی نظریں سامنے ہی جمی
۔تھیں ڈرائیونگ کے باعث وہ مسلسل اُس کی طرف رخ پھیر کر نہیں بیٹھ سکتی تھی

۔"یہی کہ آپ کو اب اپنا ڈیتھ سرٹیفکیٹ بنوا لینا چاہئے"

جتنے آرام سے اس نے یہ جملہ ادا کیا تھا اتنے آرام سے وہ سیشن میں بھی نہیں بولی تھی۔لبوں
۔کا کنارا ایک استہزائیہ مسکراہٹ میں ڈھلا

۔"واٹ! گدھا تھا کیا وہ۔۔۔ پھر کیا کہا آپ نے"

اُس کے تپے ہوئے انداز پر زنیرہ سر پیچھے پھینک کر بری طرح ہنس دی تھی گاڑی کی اسپیڈ ہلکی کی اور سائڈ پر لگا دی۔

یقیناً آپ روتی دھوتی خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی ہوں گی آپ کو نا اُس گدھے کا سر پھاڑ دینا چاہئے تھا۔"

اُس نے ہنسنے کے دوران ہی اُس کی بات ملاحظہ کی تھی۔ مگر ہنسی جو تھی وہ بڑھتی ہی چلے جا رہی تھی۔

افف شزا"۔اُس نے دو چار گہرے سانس لے کر خود پر قابو پایا۔" کتنی بد تمیز ہو تم۔۔۔ گدھا نہیں ہے وہ ملک کے بہت اچھے قابل ڈاکٹر ہیں جب ہی میں اُن کے پاس گئی تھی، ڈاکٹر مسعود جمالی"۔اُس کی یادداشت کے پردوں پر اُس ملاقات کا سارا منظر یکے بعد دیگرے چلنے لگا تھا۔اُس کا ان کے کلینک میں رپورٹس لے کر جانا۔ پھر اُن کی بلاوجہ کی تمہید

باندھنا اور پھر اُس کی زندگی کا اتنا بڑا انکشاف کر دینا۔ اور پھر اُس کا ایسی بات کر جانا جو وہ کہنا نہیں چاہتی تھی افففف۔

اُس نے سر جھٹک کر باقاعدہ اس سوچ سے خلاصی پائی تھی۔

"وہ ڈاکٹر مسعود جمالی جو اپنے آگے کسی کی نہیں سنتے؟ وہ تو یں ہی ایسے آپ بھی کس کی باتوں کا دل پر اثر لے رہی ہیں، ویسے کیا آیا تھا آپ کی رپورٹس میں؟"۔ زنیرہ کی نظریں ہنوز شزا پر جمی تھیں جو ساری باتیں خود سے کہہ کر اب دلچسپی سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پیچھے ونڈ سکرین سے آتی جاتی گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ہوا یہاں بھی کافی تیز تھی۔ درخت اپنی جگہ قائم رہنے کے لیے ہوا سے زور آزمائی کرتے محسوس ہو رہے تھے اور یوں لگتا تھا جیسے ہوا اُنھیں جڑ سے اکھاڑ دینا چاہتی ہو۔ گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی زنیرہ بتول نے سر جھکا کر اپنی انگلیاں چٹخائی تھیں۔ اپنے لبوں کو تر کر کے خود کو بولنے کے

لیے تیار کیا پتہ نہیں سامنے بیٹھی اُس کی دوست اتنا بڑا انکشاف برداشت کر بھی پائے گی یا نہیں وہ یہ خبر سنا کر اُسے توڑنا نہیں چاہتی تھی۔

اُس نے ایک گہرا سانس لے کر لب واں کیے ہی تھے کہ کھڑکی بجنے پر اُن دونوں نے اس سمت دیکھا تھا۔ ایک شخص ان کی گاڑی پر جھکا شہادت کی برابر والی انگلی موڑے اس کی پشت سے کھڑکی کھٹکھٹا رہا تھا۔

"میڈم یہ پارکنگ ایریا نہیں جو آپ یہاں گاڑی پارک کر کے گپیں لگا رہی ہیں پیچھے دیکھیں زرا"۔ زنیرہ نے جیسے ہی کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا تھا وہ آدمی سنانے لگا تھا اُس کے جملے پر اُس نے بے ساختہ گردن موڑی تھی۔ پیچھے چند گاڑیاں اُس کے ہٹنے کا انتظار کر رہی تھیں کیونکہ درمیان میں ایک ٹرک بھی آ گیا تھا۔ اُس نے زبان دانتوں تلے دبائی"۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کو تاخیر ہو رہی ہے اور آپ دونوں کو پرواہ ہی نہیں، یوں بیٹھی ہیں جیسے آپ کے باپ کی سڑک ہو"۔

" مسٹر آپ اپنی زبان"

شزا۔۔۔ آئی ایم سوری ہماری غلطی ہے۔ ہم جا رہے ہیں"۔ شزا کو ڈپٹ کر اُس نے" معذرت خواہانہ لہجہ اپناتے جھٹ سے گیئر بدلا ایکسلیریٹر پر دباؤ بڑھایا تھوڑا پیچھے جا کر گاڑی ہوا کی تیزی سے آگے بڑھی تھی۔ پیچھے پھنسی گاڑیوں نے بھی رفتار پکڑ لی تھی۔

آپ کو مجھے چپ نہیں کروانا چاہیئے تھا۔ دیکھا نہیں تھا وہ کس طرح رعب جما رہا تھا"۔ ساری" پچھلی باتیں اور سوالات فراموش کئے اب وہ نئے موضوع پر منہ پھلا کر بیٹھی تھی۔

"ہماری غلطی تھی اور اب چپ کرو مجھے باتوں میں مت لگاؤ"۔

اُسے ایک بار پھر ڈپٹ کر اُس نے ساری توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کر دی تھی۔

✦✧✦✧✦✧✦

ماحول میں سفید روشنی پھیلی تھی اور اس روشنی میں سفید اوور کوٹ پہنے چند افراد چہرے پر سنجیدگی لیے کسی کام میں مگن تھے۔ آخر یہ کیا کام کر رہے تھے؟ اگر ہم ان کے قریب جائیں تھوڑا اور قریب تو ہم دیکھیں گے کہ یہاں درمیان میں چند میز رکھی ہوئی ہیں اور ان پر

ترتیب سے چھ مائکروسکوپ اور چند فلاسک رکھے ہوئے تھے باقی اسی طرح کا دوسرا سامان پیچھے موجود شیشے کی بند الماری میں تھا۔ اگر ہم یہاں سے نظریں ہٹا کر بائیں جانب دیکھیں تو ہمیں ایک لیڈی ڈاکٹر ہاتھ میں فلاسک تھامے تیزی سے ایک طرف کھڑے ڈاکٹر کے پاس بڑھتی دکھائی دے گی۔ اُس کے اشارہ کرنے پر وہ ڈاکٹر بھی اُس کی ہمراہی میں اس گوشے تک چلا آیا تھا۔ یہ یقیناً ایک سائنسی لیب تھی۔

"ڈاکٹر اُس آدمی کے سیلز میں نے لے لیے ہیں بس اب آپ اُس عورت کو بھی بلا لیں تاکہ اُن کے سیلز بھی لے لیے جائیں"۔ وہ انتہائی دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔ یہاں ان کے علاوہ چار ڈاکٹرز اور بھی تھے مگر وہ سارے صرف باتوں میں ہی مصروف تھے۔

"وہ آج آئی تھی مگر پتہ نہیں کیوں وہ اس کام کے لیے آئی ہی نہیں شاید وہ تذبذب کا شکار تھی"۔

"ڈاکٹر مسعود آپ اُسے میرے حوالے کر دیں میں اُسے خود سمجھا لوں گی"۔

ہمم دیکھتے ہیں اُسے چھوڑیں آپ اویئرنیس پروگرام شروع کریں زیادہ سے زیادہ"
۔"لوگوں کو ان کے بارے میں بتائیں تاکہ کوئی بغیر شرم محسوس کرے ہم سے رابطہ کریں

شاید وہ انتہائی عجلت میں تھے جب ہی بات مکمل کر کے تیزی سے لیب کے دوسرے
۔گوشے میں چلے گئے۔مقابل نے ابرو اچکا کر تعجب سے انہیں دیکھا تھا

ویسے تو سفید روشنی سکون کا باعث ہوتی ہے مگر یہاں کی سفید روشنی میں سکون کے بجائے
.پراسراریت زیادہ تھی!ناجانے یہاں ایسا کیا ہو رہا تھا

✦✧✦✧✦✧✦

؟"۔جانتی ہیں ہم دونوں اب تک ساتھ کیوں ہیں"

۔زنیرہ بتول نے گردن موڑ کر برابر لیٹی شزا کو دیکھا بولی کچھ نہیں

"اور کوئی نہیں دنیا میں بھری اس کا بھی آپ ۔ ہیں مشترک باتیں سی بہت میں ہم کیونکہ میرا بھی۔۔۔ویسے آپ نے بہت اچھا کیا اُنھیں اس طرح جواب دے کر لوگوں کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی اُن کے الفاظ سن کر اُنھیں بھی تو پتہ چلے"۔

پر میں ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ میں ویسے ہی مرنے والی ہوں"۔ آواز مزید دھیمی ہوگئی تھی۔

رات کے ایک بج رہے تھے شزا گھر جانے کے بجائے یہیں رک گئی تھی۔ کمرے میں مکمل اندھیرا تھا بس چاند کی مدھم چاندنی کھڑکی سے اندر جھانک رہی تھی۔

"تو کیا میں یہ سمجھوں کہ سب کی مایوسیوں کو ختم کرنے والی زنیرہ بتول خود مایوسی کا شکار ہے۔"؟

لمحے سرک گئے تھے مگر کوئی جواب نہیں آیا تھا۔

"زنیرہ تم ٹھیک ہو؟"۔ وہ اُس کی خاموشی پر پریشانی سے بولی۔

"تم پہلے یہ ڈیسائڈ کرلو کہ مجھے آپ بولنا ہے تم یا میم"۔

میم"۔ جواب فوراً ہی آیا تھا۔ زنیرہ نے اُسے گھورا پھر نظریں کھڑکی سے نظر آنے والے"
۔چاند پر جما دیں

میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتی۔۔۔ کچھ لوگ شاید زندگی میں آتے ہی جانے کے لیے ہیں"
جبکہ ہر روح ہی دنیا میں آتی ہی جانے کے لیے ہے اگر میں تمہیں چھوڑ جاؤں تو رونا
"۔۔۔مت

۔"زنیرہ"

ہر گزرتے دن اپنے جسم میں بیماری کی علامتیں بڑھتے دیکھنا اذیت ناک ہے، جب آپ کا"
وجود آپ کو احساس دلا رہا ہو کہ یو ول نو مور"۔ اُس نے ہچکی بھری آنسو خشک کیے اور اٹھ کر
۔بیٹھ گئی۔ اُس کے الفاظ اور انداز سے مایوسی صاف جھلک رہی تھی

لوگ سمجھتے ہیں میرے پاس سب کچھ ہیں حسن۔۔۔ مقام۔۔۔ مرتبہ مگر اُنھیں یہ نہیں پتہ"
کہ میں کتنا کچھ خود میں چھپائے ہوئے ہوں"۔ اُس کی بھرائی آواز سن کر شنزا بھی اٹھ کر

بیٹھ گئی تھی وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھیں ایک دوسرے کے ہاتھوں
میں ہاتھ دیے۔

"جانتی ہو سب حسن پرست ہیں گورے رنگ اور حسین نقش کے پیچھے بھاگتے ہیں آج کل
کوئی کسی کی اندر کی خوبصورتی نہیں دیکھتا۔ شزا کاش میں بد صورت ہوتی مگر تندرست ہوتی!
کیا تم میرا کینسر ختم کر سکتی ہو؟ میں روز اپنے جسم میں اٹھتے درد کو برداشت کر کے مضبوط
نہیں رہ سکتی"۔

"اب اگر تم نے ایسی ہی باتیں کرنی ہیں تو میں گھر جا رہی ہوں"۔ دھمکی آمیز لہجہ اپناتے وہ
اٹھ گئی تھی۔

"ارے نہیں تم چھوڑو اسے۔۔۔ پتہ ہے میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں سم الخیاط"۔

"اِس کا کیا مطلب ہے؟"۔ وہ جاتے جاتے پلٹ آئی تھی۔

"یہ سیشن میں بتاؤں گی"۔ شزا نے اُسے عجیب نظروں سے دیکھا تھا ہاں یہ الگ بات ہے کہ
وہ اُسے نظر نہیں آئی تھی۔ مگر وہ پھر بھی اندھیرے میں اُسے کھوجنا چاہ رہی تھی۔

"تم مثال ہو زنیرہ اور مثال مکمل ہوتی ہے تم اُمید کا ایک دیا ہو مگر حقیقت تو یہ ہے کہ تم اس دیے کو بس لوگوں کے سامنے ہی جلاتی ہو اور تنہائی میں اُس دیے سے زیادہ تاریک تم میں کچھ نہیں رہتا۔ میں تمہاری اس تاریکی کو نور میں بدلتے دیکھنا چاہتی ہوں۔ میں تمہیں پُر امید پُریقین دیکھنا چاہتی ہوں"۔ لیمپ کو روشن کر کے اُس نے زنیرہ بتول کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ جہاں اُمید اور نا امیدی بیک وقت ڈگمگا رہی تھی۔

✦✧✦✧✦✧✦

ہاسپٹل میں معمول کی طرح کافی رش تھا۔ اور اس کی وجہ بالکل ناک کی سیدھ میں بنے کمرے میں بیٹھا شخص تھا جس کے دروازے کے دائیں جانب کی دیوار پر ڈاکٹر مسعود جمالی

کے نام کی لگی پمفلٹ تھی۔ڈیوٹی ٹائمنگ ختم ہونے میں پینتالیس منٹ تھے اور اس پینتالیس منٹ میں وہ ہوا جو ہونا نہیں چاہیے تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو"

چیک اپ کے لیے آئی عورت نے جب مستقل تین منٹ تک خاموشی طاری رکھی تو ڈاکٹر مسعود جمالی اُسے دیکھنے پر مجبور ہوئے تھے۔مگر دیکھتے ہی اُن کے ڈھیلے اعصاب تن چکے تھے۔

"یہ تو آپ بتائیں کیا کرتے پھر رہے ہیں؟"۔چبھتا لہجہ اور یہ انداز وہ مقابل بیٹھی اپنی بیوی سے توقع نہیں کر رہے تھے۔خود کو پرسکون کرنے کی خاطر سامنے رکھے پانی کے گلاس سے ڈھکن ہٹایا اور اُسے تین سانسوں میں ہی خالی کر دیا۔

"تم گھر جاؤ۔یہ میرا بیڈ روم نہیں ہے اٹس آ ہاسپٹل میرے پیشنٹ کے سامنے میرا تماشہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے"۔سرد لہجے میں لفظ چبا چبا کر وہ جتنا سخت لہجہ اپنا سکتے تھے اُنہوں نے اپنا لیا تھا۔

۔مجھے صرف اور صرف اتنا جاننا ہے کہ وہ عورت گھر کیوں آئی تھی"وہ باضد تھی"

وہ گھر پر آئی تھی؟ تو پھر تم یہاں کیوں سوال کرنے آئی ہو تمہیں بھی گھر میں ہی پوچھنا"

۔"چاہیئے تھانا

۔اُن کادل چاہ رہا تھا کہ وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کر دیں

ڈونٹ بی اوور اسمارٹ مسٹر مسعود جمالی اتنا حق تو ہے میرا کہ سوال پوچھ سکوں"۔وہ ہر" گزرتے لمحے مزید مشتعل ہو رہی تھی۔سیاہ چادر اوڑھے عام سے حلیے میں اُس پر کسی کا بھی یہ گمان نہیں گیا ہو گا کہ وہ مسز مسعود جمالی ہے۔ڈاکٹر مسعود جمالی نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کر کے خود کو پر سکون کرنا چاہا تھا کم از کم اُن کی بیوی کو ان کی عزت کی پرواہ تھی۔ باہر مریضوں کی ایک لائن لگی تھی۔اور گھڑی کی ہوتی ٹک ٹک وقت کے سرکنے کا پتا دے ۔رہی تھی۔ڈیوٹی ٹائم ختم ہو رہا تھا

۔وہ میری ایک پیشنٹ تھی"۔یہ جملہ کہہ کر گویا جان چھڑائی تھی"

واقعی؟ایسی کونسی خاص پیشنٹ تھی جس کا علاج صرف گھر میں ہی ہو سکتا تھا"۔اُس نے "
۔لفظ گھر پر خاصہ زور دے کر طنز کرنا ضروری سمجھا تھا

تمہیں دوبارہ کہہ رہا ہوں یہاں سے چلی جاؤ۔ میری برداشت کا امتحان مت لو۔ گیٹ"
آؤٹ"۔ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہتے اُنہوں نے باہر کھڑے کمپاؤڈر کو دوسرے مریض کو
۔بھیجنے کا میسج کر دیا تھا

آپ گناہ کر رہے ہیں ڈاکٹر صاحب اور میں آپ کا اس میں بالکل ساتھ نہیں دوں گی اپنی"
لیب کو پہلی فرصت میں بند کریں ورنہ جو ہو گا اُس کے ذمے دار صرف اور صرف آپ ہوں
گے"۔وہ اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے بول ہی رہی تھی کہ ایک پیشنٹ اندر داخل
۔ہوئی تھی۔ مجبوراً مسز مسعود جمالی کو بھی احساسِ تضحیک سے اٹھ کھڑا ہونا پڑا تھا

✦✧✦✧✦✧✦

سیشن ہال پچھلی بار سے زیادہ کھچا کھچ تھا۔ انتظامات گراؤنڈ میں کئے گئے تھے۔ لوگوں کے آنے کا سلسلہ ابھی تک نہیں تھما تھا۔ آج زنیرہ بتول کی طرف سے خاص پیغام آیا تھا۔ آج اُسے لوگوں سے اپنی باتیں کرنی تھیں۔ اور زنیرہ بتول؟ اُسے سننے کے لیے تو ہر شخص دوڑا چلا آسکتا تھا۔

(یہ ایک چار کمروں کا چھوٹا مگر خوبصورت سا گھر تھا۔ ہر ایک چیز میں سلیقہ اور نفاست نظر آرہی تھی۔ صوفے کے آگے رکھی میز پر قریشیہ کے کام سے بنایا گیا میز پوش ڈلا تھا جس میں تین بطخیں ایک دوسرے کے پیچھے پر کھولے تیرنے کی تیاری میں لگ رہی تھیں۔ یقیناً اس گھر میں رہنے والی عورت کافی ہنر مند تھی)

سیشن شروع ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ تھا مگر لوگوں کا جوش دیکھ کر بالکل نہیں لگتا تھا کہ وہ لوگ سیشن سے کافی پہلے پہنچے ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ انتظار تو اُنھیں خوبصورت لگ رہا

تھا۔ وسیع و عریض گراؤنڈ میں کھلے آسمان تلے مصنوعی لائٹوں میں ہر چیز دیکھنے والوں کو محو کررہی تھی۔

اگر ہم اس سے ذرا نگاہیں دائیں طرف کو اٹھائیں تو ہمیں دو مردانا پاؤں دکھائی دیں گے) نگاہیں ذرا اور اوپر کو اٹھائیں تھوڑا اور اوپر تو اس شخص کا چہرہ واضع ہو گیا یہ ڈاکٹر مسعود جمالی تھے جو کہ ہاتھ میں ریموٹ پکڑے دائیں طرف گردن موڑے ٹی وی سکرین پر نظریں جمائے بیٹھے تھے(

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ اور اب یہاں ایک نوجوان مس زنیرہ بتول کی آمد کا اعلان کر رہا تھا لوگوں میں جیسے کسی نے ایک نئی روح پھونک دی تھی سب حد سے زیادہ پرجوش تھے۔ زنیرہ بتول لفظوں کی ساحرہ تھی۔ اور یہاں موجود سارے اُس کے سحر میں گرفتار لوگ!۔

(ان سے تھوڑا بائیں جانب صوفے کے دوسرے کنارے پر ایک سات سال کا بچہ ہاتھ میں کتاب پکڑے پورے انہماک سے اُس میں مگن دکھائی دے رہا تھا۔ اور اس کے مزید بائیں جانب دو پانچ اور تین سال کی عمر کے بچے کھلونے بکھیرے اُس سے کھیلنے میں مصروف تھے ہاں وہ کھیل کم اور شور زیادہ کر رہے تھے۔ اس تصویر میں جو ایک فرد کم تھا وہ وہی عورت تھی جس نے میز پوش بنایا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی مرد نے بنایا ہو یا پھر اُس نے آرڈر کیا ہو اور ہم خواہ مخواہ اُس سے متاثر ہو رہے ہوں خیر! یہ اُسی نے بنایا تھا مسز مسعود جمالی نے)

اور اب انتظار ختم ہوا تھا۔ سارے لوگ اس حسین پیکر کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ مگر یہ کیا؟ لگتا تھا جیسے دیکھنے والوں نے کسی اور کو دیکھ لیا ہو۔ یہ زنیرہ بتول پہلے والی زنیرہ بتول جیسی تو نہیں تھی۔ چہرے کی تروتازگی جیسے کسی نے چرا لی تھی۔ آنکھوں کے

گرد گھرے حلقے۔ہاں بس لبوں پر وہی جاندار مسکراہٹ تھی۔اُس کے ہاتھ ہلانے پر سب نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیے تھے۔مگر ماحول میں کافی تناؤ در آیا تھا۔وہ آج اپنی سادگی کے ساتھ یہاں آئی تھی بغیر کسی مصنوعی سہارے کے!

کچھ لمحات سرکنے کے بعد ایک معصوم صورت والی دراز قد عورت مسکراتے ہوئے صوفے) کی جانب آتی دکھائی دی تھی۔بچے اُسے دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے تھے جبکہ صوفے پر بیٹھے اُس سات سال کے بچے نے اپنے باپ کی طرح صرف گردن موڑ کر دیکھنے پر ہی اکتفا کیا تھا اُس کے بعد وہ دونوں پھر سے خود میں مصروف ہو گئے تھے (

۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیشک ہم نے انسان کو سب سے اچھی ساخت میں پیدا کیا"

کیا کہا اللہ نے؟فی احسن تقویم۔نہ ہی کوئی کالا نہ ہی گورا نہ چھوٹا نہ بڑا نہ موٹا نہ بھدا نہ دبلا بس ہے تو صرف انسان!اللہ نے انسانوں کو احسن تقویم میں بنایا ہر انسان خوبصورت ہے چاہے

وہ ابھی بتائی ہوئی کسی بھی کیٹیگری سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو کیونکہ اللہ نے ایسا کہہ دیا ہے جو بات کہہ دی تو اب وہی اٹل ہے اُس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں"۔اُس نے لوگوں کی خاموش نگاہوں میں پھیلے تعجب کی پرواہ کیے بغیر اسپیچ شروع کردی تھی۔

اتنی دیر سے کیا پڑھ رہے ہو شہزادے؟"خوبصورت طرزِ تخاطب پر اس نے نگاہیں اٹھا") کر اپنی ماں کو دیکھا تھا جو کہ اُس کے چھوٹے بہن بھائی کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھ گئی تھی۔)

ڈولی کا نام تو سن رکھا ہوگا ہماری نیو جنریشن نے"۔بہت سے لوگوں کے ہاتھ کھڑے" ہوئے تھے وہ بس مسکرا سکی۔

ہمارے سلیبس میں بچوں کو خاص کر میڈیکل کے سٹوڈنٹ کو ایک ٹاپک پڑھایا جاتا ہے "
ٹیسٹ ٹیوب کا اور کلوننگ کا اور اس میں ایک ڈولی نامی بھیڑ کی مثال سے بتایا جاتا ہے کہ
"۔ ٹیسٹ ٹیوب ایک کامیاب تجربہ ہے

ٹیسٹ یاد کر رہا ہوں جو کہ مجھے نہیں یاد ہو رہا۔ آپ لوگ تیاری کریں"۔ منہ بناتے")
ہوئے پوری بات ختم کر کے آخر میں تھوڑا جوش دکھایا تھا۔ مسعود جمالی نے بھی اُس کے
الفاظ پر چونک کر اُسے دیکھا تھا۔ جس کی نظروں کا محور دور بیٹھی اُس کی بیوی تھی۔ نہ جانے
(! کیوں اُسے دیکھ کر ایک بار پھر اُسے زنیرہ بتول یاد آگئی تھی۔ آہ زنیرہ بتول

جس طرح سائنسدانوں نے ایک بھیڑ پیدا کی۔ اسی طرح اب انسان بھی پیدا کئے جا سکتے "
ہیں۔ اس کی مزید وضاحت ہماری ڈگری لیول کی کلاسز میں ہوتی ہیں، مگر سب سے اہم بات
۔" جو کہیں بھی نہیں ملتی

؟"۔کس چیز کی")

میرے فیل ہونے کی آپ دونوں کو منٹیلی پریپیئر کر رہا ہوں میں تا کہ آپ دونوں کو"

شاک نہ لگے"۔ مسز مسعود جمالی ایک انچ منہ کھولے اُسے حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔ بعد

۔میں کیسا شاک لگتا وہ تو ابھی سے شاک میں تھیں

۔ایسا بھی کیا ہے؟"حیرت سے پوچھا گیا تھا"

"Essay

۔"ہے ایک۔کل نفس علی ذائقہ الموت پر۔۔۔اتنے مشکل الفاظ ہیں

(۔"اچھا تو منہ نہ بناؤ میں سمجھا دیتی ہوں یہاں لاؤ"

وہ یہ کہ ہمارے بیچارے سائنسدان انتہائی اہم بات تو بتانا بھول ہی گئے کہ جب اُنہوں نے" اللہ کے بنائے ہوئے قانون میں چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کی تو نتیجے میں اُنہوں نے ایک ایسی بھیڑ کا تجربہ کیا جو اپنے بچپن میں ہی بوڑھی ہو گئی۔ اب یہاں میں یہ تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ تخلیق کیا کیونکہ خالق صرف اللہ کی ذات ہے اور تخلیق صرف اور صرف وہی کر سکتا ہے "

آواز ہلکی ہونے لگی تھی لفظ معنی کھونے لگے تھے وہ تو کب کا صوفے سے اٹھ کر وہاں سے) جا چکا تھا مگر ڈاکٹر مسعود جمالی اب شاید حال میں نہیں رہے تھے اُس دن کی بھولی بھٹکی یاد اُنھیں اپنے ساتھ کھینچ کر لے گئی تھی اور وہ بھی ایک ننھے بچے کی طرح خود کو اُس کے سپرد کر چکے تھے (

سائنسدانوں نے کیا یہ کہ اُن کا سارا دھیان صرف اور صرف یہاں لگا تھا کہ وہ کسی طرح سے" بغیر ماں باپ کے ایک بچے کو پیدا کریں اس کے لیے انہوں نے بھیڑ کا انتخاب کیا جانتے ہیں بھیڑوں کی اوسط عمر آسان الفاظ میں لائف سپین صرف اور صرف دس سے بارہ سال ہوتا ہے۔ 1997 میں ایک سائنٹیفک پروسیس سے جس ڈولی کی پیدائش ہوئی اُس کا ایک سیل ایک الگ نسل کی مادہ بھیڑ سے لیا گیا تھا اور دوسرا کسی اور نر سے اور ان دونوں سیل کو اُنہوں نے ٹیسٹ ٹیوب میں ڈال کر ملایا اور اُسے ایک الگ سیاہ چہرے والی بھیڑ کے جسم میں رکھ دیا اور وہاں وہ قدرتی طریقے سے پیدا ہوئی۔ اس سب کہانی میں سب سے مزے کی بات پتہ ہے کیا ہے؟"

اُس نے مسکراتے ہوئے ایک سوال پوچھا تھا سب حیرت سے اُس کا یہ انداز دیکھ رہے تھے۔

آپ جیسی لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا کہیں آپ ان رپورٹس کو فیک تو تصور")
۔نہیں کررہیں ؟"۔وہ اُس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر ترس کھاتے لہجے میں بولے تھے

؟"۔آپ کو ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں انہیں فیک تصور کر رہی ہوں"

دیکھیں میں مانتا ہوں کہ یہ خبر آپ پر کسی بم کی طرح پھٹی ہوگی مگر یہ حقیقت ہے یہ آپ کی"
زندگی کا ایک گھناؤنا سچ ہے اس سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔آپ کو جلد ہی اپنا ڈیتھ
سرٹیفکیٹ بنوانا پڑے گا کیونکہ یہ کام کرنے کے لیے آپ کا کوئی وارث نہیں"۔اُس نے
پوری بات تحمل سے سنی مسکرائی دونوں ہاتھ میز پر رکھے اور کہنیوں کے بل قدرے آگے
جھکی اُس کے نقش بے حد خوبصورت تھے۔مقابل کے دل کی رفتار اتھل پتھل ہوئی تھی۔
اگر اُسے ایسی جان لیوا بیماری نہ ہوتی تو یقیناً وہ اُسے اپنی بیوی بنا لیتے مگر حقیقت پسندی کا
تقاضہ تھا کہ خود کو ڈپٹ لیا جائے کیونکہ سامنے بیٹھی لڑکی اس دنیا میں صرف چند دن کی
(مہمان رہ گئی تھی

ان سب میں مزے کی بات اور خاص وہ بات جو ہمارے سلیبس میں ڈولی کے تجربے کے"
بعد نہیں بتائی جاتی وہ یہ کہ۔۔۔ڈولی کا سیل جس مادہ بھیڑ سے لیا گیا تھا اُس کی عمر چھ سال
تھی اور جب ڈولی پیدا ہوئی تو وہ عام بچوں کی طرح چھوٹی سی تھی مگر اُن سائنسدانوں کے
چہروں پر اللہ کی طرف سے طمانچہ اُس وقت پڑا جب اُس میں وقت سے پہلے ہی بڑھاپے
کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے اُس کی اصل ماں بوڑھی ہوتی رہی اور ساتھ میں وہ بھی
بوڑھی ہو گئی۔ماں کی کھال لٹکنا شروع ہوئی تو اُس کی بھی لٹک گئی۔سائنسدانوں نے
اُسے ایک تجربے کے ذریعے پیدا تو کر لیا تھا مگر وہ اُسے دوبارہ سے چھ سال سے بالکل
۔"نوزائیدہ نہیں بنا پائے تھے وہ اُس کی عمر کم نہیں کر سکے تھے، آپ کو پتہ ہے

مسلمان ہیں آپ رائیٹ؟"۔اُس نے دھیمے لہجے میں کہتے گردن اثبات میں ہلائی تھی۔")
۔مقابل کا ابرو تعجب سے اٹھا۔موت کی خبر سن کر یہ بات کرنی بنتی تو نہیں تھی

کل نفس علی ذائقہ الموت! آپ کا کیا خیال ہے کیا آپ کو موت نہیں آنی؟ ہم جیسے لوگوں کو "آپ جیسے لوگ ترس کی نگاہ سے دیکھتے ہیں آخر کیا سوچتے ہیں؟"۔ہاں وہ مسکرا رہی تھی پھر اُس کی غزالی آنکھوں میں نمکین پانیوں کی ملاوٹ ہونے لگی تھی۔اُس نے اُنھیں جھپک کر پیچھے دھکیلنا چاہا تھا مگر وہ باغی ہو کر ٹپک پڑا شاید وہ اُس کی اندرونی کیفیت کا چیخ چیخ کر اظہار کرنا چاہ رہا تھا روتی ہوئی مسکراتی آنکھیں!۔

"یہ بات یاد رکھیں ڈیتھ سرٹیفکیٹ سب کا ہوتا ہے ہمارا ظاہر ہو جاتا ہے اور آپ کا پوشیدہ رہتا ہے مگر ڈیتھ سرٹیفکیٹ آپ کا بھی ہے۔رحم کی نگاہیں تو آپ کے وجود پر بھی پڑنی چاہیے ہیں ڈاکٹر صاحب آپ لوگ زیادہ رحم کے مستحق ہیں ہمیں تو لوگ ترس کھا کر معاف تو کر دیتے ہیں۔ہمارے لیے اُن کی سوئی ہوئی محبت تو جاگ جاتی ہے یا ہمیں خود مرنے سے پہلے خود کو سدھارنے کا ایک موقع مل جاتا ہے ہم اپنے اس وقت کو جی لیتے ہیں۔اور آپ جیسے لوگ! اپنے اپنے ڈیتھ سرٹیفکیٹ کو اپنی پشت پر چھپائے گمراہی اور گناہوں میں مگن رہتے ہیں نہ ہی آپ کو ایک موقع ملتا ہے خود کو ٹھیک کرنے کا اور نہ ہی آپ کے

ارد گرد کے لوگ آپ سے مخلص ہوتے ہیں اور پھر جلد ہی موت کا اژدھا آپ لوگوں کو نگل لیتا ہے"۔)

اگر اللہ چاہتا تو اُس ایک دوسری بھیڑ کے جسم میں وہ پروان ہی نہ چڑھتی مگر اللہ کو اُنھیں" بتانا تھا کہ تم میرے مقابلے پر آرہے ہو تو ذرا پیدا ہونے والے بچے کو نئی عمر تو دے کر دکھاؤ!"۔ پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا اُس نے ہاتھ کے اشارے سے اُنھیں رک جانے کو کہا۔۔

جب ہمارا سیل بنتا ہے۔ دھیان سے سنیں یہاں میں اس سیل کی بات کر رہی ہوں جس سے" انسان کی پیدائش ہوتی ہے۔ اُس کی عمر ہی اُس وقت شروع ہوتی ہے جب ہم اس دنیا میں آتے ہیں۔ چاہے ہماری ماں اُس وقت سولہ برس کی ہو یا چالیس ہماری عمر کا اُن کی عمر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ہمیں اللہ سب کچھ نیا دیتا ہے سب کچھ !اور اب ڈولی کی طرح انسان بھی

سیر و گیٹ کئے جا رہے ہیں یہاں بیٹھے چند بچوں کی وجہ سے میں اس چیز کی وضاحت نہیں کروں گی بس اتنا جان لیں کہ یہ ڈولی جیسا ہی ہے اور گناہ ہے "۔

(اُس نے گہرا سانس فضا میں چھوڑا لبوں پر زبان پھیری کندھے پر ڈلے اپنے پرس کی چین کو دائیں ہاتھ سے تھاما تھا اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی ۔

"تو پھر مجھ جیسے کسی دوسرے لوگوں سے یہ بات کرنے سے پہلے ہزار دفعہ سوچیے گا کہ جس موت سے آپ بے خبر بیٹھے ہیں وہ کہیں سوتے ہوئے آپ کو ہمیشہ کی نیند نہ سلا دے"۔

اُس نے دروازہ کھولنے کے لیے لاک پر ہاتھ رکھا مگر کچھ یاد آنے پر گھوم گئی ۔

"اور وہ بھی ہم سے پہلے، فی امان اللہ ڈاکٹر مسعود جمالی" ۔

اور وہ اپنے پیچھے دروازہ زور سے پٹخ گئی تھی ۔ یہ زندگی میں پہلی بار تھا جب کسی پیشنٹ کے سامنے اُن کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا ۔ وہ سرخ چہرہ لیے ادھ کھلے منہ سے اُسے دیکھتے رہ گئے ۔ رفتار مدھم پڑنے لگی ۔ یاداشت کے پردوں پر لہرانے والے مناظر مٹ گئے تھے (

"میں آج بہت خوش ہوں بہت زیادہ آپ سب لوگ یہاں مجھے دیکھنے آئے ہیں میری بات سننے کے لیے، میں زنیرہ بتول! جس نے بچپن میں اپنے والدین کو کھو دیا جس کے بے حس رشتے داروں نے اُسے بے گھر کر دیا مگر اللہ کے دیے ہوئے حسن پر ترس کھا کر لوگ مجھے اپنے گھر میں رکھتے رہے"۔

(حال میں دُور اپنے بیوی بچے بیٹھے دکھائی دیئے دل دو لمحے میں ہی بیزار ہوا تھا۔ اٹھ کر ٹی وی بند کیا اور باہر کی طرف قدم بڑھا دیئے سب نے چونک کر اُنھیں باہر نکلتا دیکھا تھا۔ نہ جانے کتنوں کا دل دکھانے والا مسعود جمالی آج ایک ایسی لڑکی سے ہارا تھا جس پر وہ دل ہارنا چاہتا تھا۔ مگر وہ موزوں نہیں تھی۔ اُس کی اپنی ہی ریت اپنی ہی سوچ تھی۔ وہ تو ویسے ہی مرنے والی تھی بیچاری!)

میں زنیرہ بتول جس نے سولہ برس کی عمر میں اپنے محسن کا گھر چھوڑ دیا صرف اور صرف" اپنی شناخت بنانے کے لیے مگر میں نہیں جانتی تھی کہ جس اسکالرشپ کو میں اپنی میرٹ سمجھ رہی تھی وہ میرے محسن کا مجھ پر کیا گیا ایک اور احسان تھا"۔ وہ بے ساختہ مسکرائی،سادہ مگر حسین چہرے کی مسکراہٹ !.

۔قدم گھر سے باہر نکالے ہی تھے کہ فون بجنے لگا تھا)

۔بولو" انتہائی اکھڑ انداز تھا"

ڈاکٹر ہم نے مدر کے سیلز لے کر ڈونر کے سیلز سے ملا دیے ہیں اب انہیں اُن کی باڈی میں" ۔رکھنا ہے"۔اسپیکر پر کہا گیا تھا

آپ نے بتایا تھا کہ وہ آپ کے گھر آ گئی تھیں آپ نے اُنھیں سب بتا بھی دیا تھا مگر آپ" ۔"نے بتایا نہیں وہ کب آئیں گی سیروگیشن کے لیے

) مجھے تنگ مت کرو" فون رکھ دیا گیا"

میں آج ملک کی ایک مشہور موٹیویشنل اسپیکر بننے کے بعد اتنے فینز پا کر آج اس مقام پر "

۔"پہنچ کر اپنی سب سے بڑی ناکامی کا انکشاف کرتی ہوں

گیراج سے گاڑی نکالی اور ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا دماغ میں تو ابھی تک وہی مترنم آواز)

۔گونج رہی تھی

۔"کل نفس علی ذائقۃ الموت۔۔۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے"

آہ وہ کیسے بھول گئے، گاڑی کی رفتار بڑھتی جا رہی تھی تیز انتہائی تیز۔ سانسیں منتشر ہونے لگی تھیں۔ پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگا تھا۔ اور دل؟ وہ بے قابو تھا جیسے دھڑکنیں تھمنا نہیں

(چاہتیں ہوں

"میں زنیرہ بتول ایک ایسی قسم کے کینسر میں مبتلا ہوں جو لاعلاج ہے۔ میرے محسن مجھے بچانے کے لیے اب کوئی احسان نہیں کر سکتے"۔اُس نے نظریں سب سے درمیان میں بیٹھے ایک ادھیڑ عمر شخص پر ڈالی۔ سب نے اُس کی نظروں کا تعاقب کیا تھا اُنہوں نے رومال سے اپنی نم آنکھیں پونچھی تھیں۔

"میں آپ لوگوں کے لیے مثال ہوں مجھ سے سیکھیں کہ حسن ہر چیز نہیں ہوتی۔ دیکھیں میری حسین حلقوں زدہ آنکھیں، کیا نہیں ہے میرے پاس؟۔ عزت،مقام، رتبہ،ستائش، مگر دیکھیں میرا اگرہن لگا حُسن!میں آپ لوگوں کے لیے اُمید کا ایک دیا ہوں۔ مجھ سے سیکھیں میرے جسم میں ایک ناسور پل رہا ہے ہر گزرتے دن میں خود میں تبدیلیاں دیکھتی ہوں۔ اذیت سہتی ہوں۔ مگر یہ بات نہیں بھولی کہ ہمارا رزق،ہماری جان،ہمارا امال،ہماری جنت، ہماری جہنم،ہماری زندگی،ہماری موت کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں بلکہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہے کیا معلوم ہمارے درمیان یہاں بیٹھا کوئی شخص صبح کا سورج ہی نہ دیکھے کیا معلوم کہ ہم میں موجود بہت سے ایسے لوگ جنہیں ڈاکٹرز مایوس کر چکے ہیں وہ مزید کئی سال جی

لیں مایوسی کفر ہے۔بس آپ کو یقین ہونا چاہیئے کہ آپ کی زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے ہر ایک کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ اُس کی پیدائش کے ساتھ ہی بنا دیا ہے کوئی نہیں جانتا کہ کون کب مرے گا میں آج آپ لوگوں کے درمیان اپنے اصل کے ساتھ آئی ہوں مجھے نہیں معلوم کہ میں کل کا سورج دیکھ سکوں گی یا نہیں۔اسی لیے میں مرنے سے پہلے آپ لوگوں سے چند باتیں کرنا چاہتی تھی"۔

سب افسردہ ہونے لگے تھے آج زنیرہ بتول ایک بار پھر چھا گئی تھی۔

بیچ میں سگنل آیا تھا مگر اس نے سگنل توڑ دیا تھا۔رفتار تیز ہو رہی تھی دو پولیس اہلکار اُس کے پیچھے لپکے تھے۔۔۔رفتار تیز ہو رہی تھی۔۔۔ایک پولیس کی وین اب اُس گاڑی کے پیچھے آرہی تھی۔۔۔رفتار تیز ہو رہی تھی۔۔۔اُس کے کانوں میں اب اپنے نام کی پکار گونج رہی تھی)

میں اپنے محسن کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دیتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ آپ سب" کھڑے ہو کر اُن کا استقبال کریں ڈاکٹر مسعود جمالی کے والدِ محترم میرے محسن مسٹر جمال داؤد"۔ مجمع کھڑا ہو گیا تھا ماحول میں تالیوں کی گونج تھی اور اس گونج میں اسٹیج پر ۔کھڑی دو بھوری آنکھیں گھڑی گھڑی اپنے آنسو پیچھے دھکیل رہی تھیں

میں نے جہاں آج آپ لوگوں سے اپنا سب سے بڑا غم شیئر کیا ہے وہیں میں آپ لوگوں" سے اپنی سب سے بڑی خوشی شیئر کر رہی ہوں۔ بہت جلد آپ لوگوں کے ہاتھوں میں میری ایک نئی کتاب ہوگی جس کا نام ہے سمِ الخیاط اور اُس کا مطلب ہے سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔ جس طرح سوئی کے سوراخ سے اونٹ کا گزر جانا ناممکن ہے بالکل اسی طرح کافروں کے لیے جنت کا حصول ناممکن ہے۔ اور سب سے اہم بات کافر وہ ہوتے ہیں جو اللہ کے احکامات کا انکار کر دیں اگر آپ بھی اُس کے حکم کی خلاف ورزی کریں تو آپ بھی کافر ہو جائیں گے۔ یہ کتاب میں مرنے سے پہلے ختم کرنا چاہتی ہوں۔ یہ میری زندگی ۔"کی آخری خواہش ہے

اور کچھ ہی پل بعد شزا نے دوڑ کر اُسے گلے لگایا تھا۔ لوگ اُس کی حقیقت سے واقف ہو کر بھی اُس کی تعظیم کے لیے کھڑے تھے۔ ہاں وہ واقعی اُمید کا ایک دیا تھی مگر اُس کا یہ خیال غلط تھا کہ لوگ اُسے ترس کی نگاہ سے دیکھیں گے اُس کی طرف اٹھنے والی ہر نگاہ میں ستائش تھی۔

اُسے گاڑی روکنے کا کہا جا رہا تھا دماغ میں ایک ہی جملے کی تکرار ہو رہی تھی، کوئی سر پر) ہتھوڑے برسا رہا تھا، ایک پولیس موبائل پیچھے گلی میں مڑ گئی تھی۔ رفتار تیز ہو رہی تھی۔۔۔۔ ایک گاڑی نے سامنے سے آ کر اُسے روکنا چاہا تھا

اُس کے ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔ سائرن مسلسل بج رہا تھا۔ رفتار تیز ہو رہی تھی۔ اُس کے ہاتھوں سے اسٹیرنگ وہیل چھوٹ گیا تھا۔ کل نفس علی ذائقہ الموت

گاڑی کا دروازہ کھول کر وہ بھاگ رہا تھا۔ دو موبائل وین رکی تھیں

چلتی گاڑی بل کھاتی ہوئی پول سے ٹکرائی۔ دو پولیس اہلکار اب پیدل اُس کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔ اُس نے رفتار بڑھا دی تھی۔ ایک گولی چلی تھی۔ وہ اب بھاگنا چھوڑ چکے تھے۔ دو

پولیس اہلکار منتشر سانسوں سے اس سمت دوڑ رہے تھے۔ وہ اوندھے منہ زمین پر گرے تھے۔ موت پر موت۔۔۔ زمین پر پھیلا خون۔۔۔ عروج پر زوال۔۔۔ چوہے بلی کا کھیل ختم ہو گیا تھا۔ غرور کا مجسمہ! اپنے آگے کسی کی نہ سننے والا ڈاکٹر مسعود جمالی آج کہیں کا نہیں رہا تھا! دو اہلکاروں نے اُس کے وجود کو اٹھا کر وین میں ڈالا اور ہسپتال کی طرف چل دیئے۔ اب سے کچھ دیر پہلے مچی بھگدڑ اب ختم ہو گئی تھی۔ ایک پولیس اہلکار نے موبائل نکال کر ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔

السلام علیکم میڈم! آپ کے کہنے کے مطابق آپ کے شوہر کو گرفتار کر لیا گیا تھا مگر وہ"
"۔۔۔ زخمی ہو گئے ہیں میں آپ کو

اتنے میں ایک دوسرا اہلکار دوڑتے ہوئے اس سمت آیا پھولی سانسوں کے درمیان اُس کے کندھے پر دباؤ ڈالا اور کچھ کہہ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

ہیلو آپ کال پر ہیں؟"۔ دوسری طرف سے کچھ کہا جا رہا تھا دو پولیس موبائل واپس جا چکی تھیں اور آخری میں بس اس کا ہی انتظار تھا۔

افسوس کے ساتھ اُن کی ڈیتھ ہو گئی ہے"۔شاید دوسری طرف سے فون زمین پر گر چکا تھا۔" سڑک پر اس آخری پولیس موبائل کے گزرنے کی آواز آئی تھی۔زندگی کا ایک باب ختم ہو گیا تھا۔!

"ختم شد"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری
شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842